13482 ـ مسجد میں دوسری نماز کروانی

سوال

بعض لوگ تاخیر سے آتے ہیں اور پہلی جماعت ختم ہو چکی ہوتی ہے وہ آکر کسی اور امام کے پیچھے دوسری جماعت کرواتے ہیں، اس کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

یہ مسئلہ مسجد میں دوسری جماعت کرانے کا ہے، اس کے متعلق مستقل فتوی کمیٹی سے سوال ہوا کہ:

مسجد میں دوسری جماعت کروانے کا حکم کیا ہے ؟

اگر کوئی شخص مسجد میں آئے اور مسجد کا تنخواہ دار یا غیر تنخواہ دار امام جماعت کروا چکا ہو، تو وہ ان لوگوں کے ساتھ مل کر جن کی نماز رہتی ہے دوسری جماعت کروا سکتا ہے، یا پھر جو لوگ نماز ادا کرچکے ہیں ان میں سے کوئی صدقہ کرتا ہوا اس کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرے.

اس کی دلیل مسند احمد اور ابو داود کی مندرج ذیل حدیث ہے:

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك شخص کو اکیلے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے: کیا کوئی شخص اس پر صدقہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نماز ادا کرے گا ؟

تو ایك شخص کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ مل کر نماز ادا کی"

اور امام ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

" ایك شخص آیا تو انہوں نے اس کے ساتھ نماز ادا کی "

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اور اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور اسے صحیح کہا ہے، اور امام ذہبی نے اس میں اس کی موافقت کی ہے، اور ابن حزم نے اسے المحلی میں ذکر اور اس کی تصحیح کی جانب اشارہ کیا ہے.

ابو عیسی ترمذی کہتے ہیں:

صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی ایك کا یہی قول ہے، ان کا کہنا ہے: جس مسجد میں جماعت ہو چکی ہو اس میں دوسرے لوگوں کا باجماعت نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے.

اور دوسروں کا کہنا ہے:

وہ انفرادی نماز ادا کریں باجماعت نہیں، سفیان، ابن مبارك، مالك، شافعی، کہتے ہیں کہ وہ اکیلے اکیلے نماز ادا کریں. اھـ

ان اور ان کی موافقت کرنے والوں نے اس لیے مکروہ سمجھا ہے کہ اس سے تفرقہ اور کینہ و بغض پیدا ہونے کا خدشہ ہے، اور خواہشات کے پیروکار اس کو جماعت سے پیچھے رہنے کا ذریعہ بنا لیں گے کہ وہ دوسری جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلیں گے، جس کی امامت ان کی موافقت کرنے والا امام کروائے گا، جو ان کی طرح بدعت اوران کے طریقہ پر چلے.

تو اس تفرقہ کے باب کو بند کرنے اور بری خواہش اورمقاصد رکھنے والوں کے مقصد کو ختم کرنے کے لیے ایك مسجد میں دوسری جماعت کروانے کو منع کیا گیا ہے.

احادیث کی بنا پر پہلا قول ہی راجح اور صحیح ہے، اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

حسب استطاعت اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرو.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو"

اور اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ نماز باجماعت اللہ تعالی کے تقوی میں شامل ہے، اور شریعت اسلامیہ نےاس کا حکم دیا ہے، اس لیے حسب استطاعت اس کی حرص رکھنی چاہیے.

یہ صحیح نہیں کہ صحیح احادیث کے مقابلے میں علتیں پیش کی جائیں جو اہل علم نے دیکھیں، اور اس کی بنا پر مسجد میں کئی ایك جماعتوں کو ناپسند کیا، بلکہ انسان پر واجب ہے کہ وہ اس پر عمل کرے جس پر صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں.

اگر کسی کے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ وہ سستی کی بنا پر جماعت سے پیچھے رہتا ہے، اور ان سے یہ عمل تکرار

کے ساتھ ہو یا ان کی عادت اور نشانی یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس لیے تاخیر کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کریں، تو انہیں بطور تعزیر سزا دی جائے، اور حکمران جس طرح بھی سمجھے ان کو ایسا کام کرنے سے روکے، تا کہ ان اور اس طرح خواہشات کے پیروکاروں کو تفرقہ پھیلانے کا موقع نہ مل سکے، اور اس کا سد باب ہو.

اور اہواء و خواہشات پر عمل کرنے والوں کی غرض کو ختم کیا جائے، اور اگر کسی کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دوسری جماعت کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے، اس کے دلائل موجود ہیں.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (7 / 309).

یہ تو نماز پنجگانہ کے متعلق تھا، رہا مسئلہ نماز جمعہ کی جماعت کا تو یہ دوبارہ نہیں ہو گی، بلکہ امام کی سلام کے ساتھ ہی ختم ہو جائیگی، اس لیے جس شخص کی نماز جمعہ رہ جائے وہ اکیلا یا جماعت کے ساتھ ظہر کی نما زادا کرے گا.

یہ تو حکم کے اعتبار سے تھا، رہا مسئلہ گناہ کے اعتبار سے اگر تو نماز جمعہ سے تاخیر کسی شرعی عذر کی بنا پر تھی تو اس پر کچھ نہیں، لیکن اگر بغیر شرعی عذر کے تاخیر ہوئی اور نماز جمعہ رہ گئی تو وہ گنہگار ہے.

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (26807) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .